

قلم انڈسٹری اور ٹی وی پر پابندی عائد کی جائے: تقی عثمانی

عالیشان بنگلے، فرنیچر، ایئر کنڈیشنرز کی ثقافت ترک کی جائے

جسٹس تقی عثمانی کے ارشادات در ”ہمارا معاشی نظام“

معاش کے سلسلے میں عوام کی پریشانیوں کا تیسرا اہم سبب وہ مغربی معاشرت ہے جو ہم نے خواہ مخواہ اپنے اوپر مسلط کر رکھی ہے۔ اسلام ہمیں سادہ طرز زندگی اختیار کرنے کی تلقین کرتا ہے اور اگر ہمارے ملک پر آسمان سے بن برسنے لگے تب بھی ہمیں تکلف اور عیش کی زندگی سے مکمل پرہیز کرنا چاہیے اگر اسلامی نظام قائم ہو تو ہمیں اپنی معاشرت میں مندرجہ ذیل اصلاحات کرنی ہوں گی: [۱] رہن بہن کے پر تکلف عیش پرستانہ اور بے تکلف طریقے بکسر چھوڑ دینے ہوں گے جو ہم نے مغرب سے درآ کر لے کر آئے ہیں اور جن کی وجہ سے عوام اقتصادی بدحالی کا شکار ہیں، اس وقت ہماری کیفیت یہ ہے کہ ہم اپنے لباس اپنی وضع قطع، اپنے طرز رہائش، اپنی تقریبات غرض معاشرت کے ہر شعبے میں مغرب کی اندھی تقلید کر رہے ہیں۔ اور اس احتقانہ تقلید کو تہذیب کی علامت سمجھے ہوئے ہیں، اس کا نتیجہ یہ ہے کہ موجودہ معاشرے میں ایک شخص اس وقت تک مہذب نہیں کہلا سکتا جب تک وہ دوڑوڑھانی سو روپے کا پٹو ڈیٹ سوٹ نہ پہننے ہوئے ہو، اس کے پاس جدید ترین آسانیشوں والا بنگلہ نہ ہو، اس کے ڈرائنگ روم میں قیمتی فرنیچر نہ ہو اور اس کے گھر میں ریفریجریٹر اور ٹیلی ویژن نہ لگا ہوا ہو۔ ظاہر ہے کہ جب یہ چیزیں تہذیب کی شرط لا زم قرار پائی گئی ہیں تو لوگوں کا شب و روز ان کے حصول میں کوشاں رہنا قدرتی امر ہے۔ چنانچہ اس معاملہ میں ہر شخص دوسرے سے آگے نکل جانے کی فکر میں ہے، اور اس غرض کے لئے جب محدود آمدنی کافی نہیں ہوتی تو رشوت، چور بازاری، اسٹیلنگ اور دوسرے ناجائز طریقوں سے کام لیتا ہے۔ اس صورت حال کو بدلنے کے لئے ضروری ہے کہ ہمارے حکام، وزراء، سیاسی رہنما اور سماجی کارکن سادہ طرز معیشت اختیار کرنے کی ملک گیر تحریک چلائیں، اور اس کی ابتدا اپنے آپ سے کریں اس لئے کہ جب تک ہمارے اعلیٰ حکام، دولت مند افراد اور سیاسی رہنما اپنے لباس، اپنی نشست و برخاست، اپنی تقریبات اپنے طرز رہائش اور اپنی عام زندگی میں سادگی کو نہیں اپناتے گے، عوام تکلفات کی اس مصیبتی زندگی سے نجات نہیں پاسکیں گے جو ان کی معاشی بدحالی کا بڑا سبب ہے۔ اور جس کا نتیجہ پاکستان جیسے غریب ملک کے لئے معاشی تباہی کے سوا کچھ نہیں۔ [ہمارا معاشی نظام، محمد تقی عثمانی، ص ۳۳۳، مکتبہ دارالعلوم سن ۱۴۱۵ھ ہجری]

[۲] سامان قیوش کی درآ کر مد بالکل بند کر دی جائے اور تمام اشیائے صرف میں ملک کی اپنی پیداوار کو فروغ دیا جائے۔

[۵] بعض صنعتیں اور کاروبار ایسے ہیں کہ وہ ہمارے معاشرے پر بری طرح چھائے ہوئے ہیں۔ اور آج ان کو بند کرنے کا تصور بڑا نامانوس معلوم ہوتا ہے۔ اس لئے لوگ ان کی برائی کو جاننے بوجھنے کے باوجود انہیں بند کرنے کا مشورہ دیتے ہوئے جھجکتے لگے ہیں، لیکن اگر اپنے مسائل کو حقیقت پسندی کے ساتھ حل کرنا ہے تو ہمیں اس جھج کو ختم کر کے کچھ جرأت مندانہ اقدامات کرنے ہوں گے، خواہ وہ کتنے ہی نامانوس اور اجنبی کیوں نہ معلوم ہوں۔ مثلاً قلم انڈسٹری اور ٹیلی ویژن ایسے ادارے ہیں جنہوں نے قوم کو اخلاقی تباہی کی آخری حد تک پہنچا دیا ہے، جو شخص بھی حقیقت پسندی کے ساتھ حالات کا جائزہ لے گا وہ اس نتیجے پر پہنچے بغیر نہیں رہ سکے گا کہ اس صنعت نے قوم کو نقصان ہی نقصان پہنچایا ہے۔ جس قوم کی نوے فیصد آبادی فقرواغلاس کا شکار، تعلیم و تربیت سے محروم اور فن و ٹیکنیک میں پسماندہ ہو، اس کے لئے آخر کیسے جائز ہے کہ وہ اپنا کروڑوں روپے سالانہ ان کیلیم تماشوں پر صرف کر دے جو صحت، اخلاق اور ذہنی پاکیزگی کے لئے سم قاتل ثابت ہو رہے ہیں، جو مافی اور انسانی وسائل اس وقت اس قسم کی چیزوں پر لگے ہوئے ہیں انہیں موجودہ حالت پر برقرار رکھنا ”گھر پھونک تماشا دیکھنے“ کے مترادف ہے۔ اگر انہیں کسی ایسی صنعت پر لگا دیا جائے جو قوم کے لئے بنیادی اہمیت رکھتی ہو تو ہمیں معاشی ترقی میں بڑی مدد مل سکتی ہے، اسلام صحت مند تفریح کو بد نظر امتحان دیکھتا ہے، لیکن یہ کیا ضروری ہے کہ تفریح کے لئے وہی راستہ اختیار کیا جائے جس کا حاصل صحت، اخلاق اور پیشہ کی بربادی کے سوا کچھ نہ ہو۔ ایسی مفید اور صحت مند تفریح کو فروغ کیوں نہ دیا جائے جو ہمارے لئے مفید ہوں، یا کم از کم مضر نہ ہوں؟ [ص ۳۵ ہمارا معاشی نظام مجولہ بالا]

حکومت کی توجہ کے لئے سب سے پہلی بات تو یہ ہے کہ عوام کو سادہ زندگی اور بچت کی تلقین اس وقت تک محض ایک لفظی وعظ کی طرح بے اثر رہے گی جب تک حکومت اپنی معاشی پالیسیوں اور اپنے طرز عمل کے ذریعہ اس کے لئے مناسب فضا پیدا نہ کرے۔ آج حال یہ ہے کہ عوام جب اونچے درجے کے سرکاری افسروں اور وزراء کے انداز زندگی کا مشاہدہ کرتے ہیں تو دور دور سادگی کی کوئی پرچھائیں نظر نہیں آتی، دوسری طرف سامان قیوش کے سلسلے میں حکومت کی فراخ دلائی پالیسیوں کا نتیجہ یہ ہے کہ معاشرے میں تعیشات کے حصول کی دوڑ میں روز بروز اضافہ ہو رہا ہے اور ملک کی مجموعی فضا ایسی بن گئی ہے کہ جب تک کسی شخص کے گھر میں ٹی وی، ریفریجریٹر، ایئر کنڈیشنر اور اس جیسی اشیاء نہ ہوں اس وقت تک وہ اپنے آپ کو پسماندہ اور محروم سمجھتا ہے، اور بے احساس محرومی اسے ہر جائز و ناجائز طریقے سے پیسہ حاصل کرنے پر آمادہ کرتا ہے۔ چنانچہ ملک کی اکثریت ان لوگوں پر مشتمل ہے جو اپنی روزمرہ کی ضروریات ہی پر مشکل پوری کر پاتے ہیں اور اگر کچھ بچت کر بھی سکتے ہیں تو وہ سامان قیوش کی اس دوڑ کی نذر ہو جاتی ہے۔ ان حالات میں بچت میں اضافہ ہو تو کس طرح ہو؟ [ص ۱۳ ہمارا معاشی نظام محمد تقی عثمانی مجولہ بالا]